نظم کی ذمہ داری سنبھالنے پر

محترم خرم مراد نے یہ خط ایک خاتون کو نظم کی ذمہ داری سنبھالنے پر لکھا۔ اس میں خواتین ہی کے لیے نہیں، سب ناظمین اور امرا کے لیے گراں قدر موثر اور مفید جذبات ہیں۔ خود ان کے بقول: "یہ میرے تقریباً نصف صدی کے تجربے کا نتیجہ ہے"۔

عزیز بیٹی السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

یہ تمھاری خوش قسمتی ہے کہ اللہ نے تم کو ایک بڑی ذمہ داری سپرد کی ہے۔ بڑی ذمہ داری اگرچہ کمر توڑتی ہے (انقض ظھرک) اور جسم لرزتا ہے اور دل کانپتا ہے لیکن بلندی درجات کا زینہ بھی ہوتی ہے۔ دل کو احساس ذمہ داری سے گراں بار اور لرزاں ضرور ہونا چاہیے لیکن شکر سے لبریز اور حوصلے اور ہمت سے معمور بھی۔ جس نے ذمہ داری کا بوجھ ڈالا ہے، وہی اٹھوائے گا، ہمارے کرنے سے کیا ہوتا ہے، یہ ہر وقت یاد رہنا چاہیے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہ جو کچھ زیادہ سے زیادہ کر سکیں، وہ کرنا ہے۔

ذمہ داری کا صحیح ادراک ضروری ہے۔ یہ محض نظم چلانے، اجتماعات کرنے اور دروس کرنے کی ذمہ داری نہیں بلکہ [آبادی میں] جتنی عورتیں ہیں، ان تک پیغام رسالت محمدیؐ پہنچانے اور ان میں جو کچھ دین محمدیؐ کے لیے جتنا بھی کر سکے، اس سے وہ کرا لینے کی ذمہ داری ہے۔ وسعت کا یہ پہلو کبھی نگاہ سے اوجھل نہ ہونے دینا۔

اصل کام تقریر اور اجتماع نہیں، انسانوں کو بدلنا، ان سے کام لینا اور ان کو ساتھ چلانا ہے۔ انسان تمھارا موضوع ہیں اچھے بھی، برے بھی، پڑھے لکھے بھی، جاہل بھی، نیک بھی، گنہگار بھی، سالم بھی اور ٹوٹے ہوئے بھی یعنی صحت مند اور معذور۔ اس کے لیے سب سے بڑھ کر "بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت" ضروری ہے (جو یہ نہ کرے ہم میں سے نہیں)۔ حضورؐ نے یہ کام کس طرح انجام دیا، اس لحاظ سے سیرت پڑھو، حدیث پڑھو، سیرت پر سب سے اچھی کتاب، قرآن پڑھو اور اس کو جذب کرو۔ آپؐ رحمت للعالمین تھے، لنت لھم تھے، عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم (التوبہ ۹:۱۲۸)، ["تمھارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمھاری فلاح کا وہ حریص ہے"] تھے۔ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ تھے، وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (الحجر ۱۵:۸۸)، ["انھیں چھوڑ کر ایمان لانے والوں کی طرف جھکو"] کی تصویر تھے۔ ان سب کی تفسیر صرف کتب تفسیر میں نہ دیکھو، سیرت کے واقعات میں دیکھو۔ جو لمحات زندگی، صحبت نبویؐ میں گزر جائیں اور ہم ان سے اللہ کی بندگی اور اللہ کے بندوں سے تعلق سیکھ جائیں، ان سے زیادہ بیش بہا خزانہ اور کوئی نہیں۔

انسانوں کی استعداد کو ہمیشہ ملحوظ رکھو۔ کسی پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو وہ اٹھا نہ سکے۔ یسروا ولا تعسروا، بشروا

ولا تنفروا، ایک مشعل کی طرح سامنے رہے۔

مولانا مودودیؒ نے کہا تھا کہ "سوٹوں میں جو دل چھپے ہیں، وہ عباؤں میں نہیں"۔ اکثر بے حجاب عورتیں، جن کو ہم مغرب زدہ کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں، یا جب تک ان کے چہرے کی ہر لکیر ملفوف نہ ہو جائے، اپنا سمجھنے کو تیار نہیں ہوتے، ان کے دل میں بھی اللہ اور رسولؐ کی محبت ہوتی ہے۔ شروع میں ذرا وسعت قلب، محبت، اغماض اور ان کی کوتاہیوں کی طرف سے "غض بصر" ان کو ضائع ہونے سے بچا سکتا ہے اور راہ خدا میں جہاد کے لیے ان کی قوتیں لگانے میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ یقیناً اس پہلو سے جو خوش گوار کام ہو رہا ہے، اس میں تمھارا دخل ہو گا، لیکن اس پہلو سے مستقل سوچتے رہنے اور کام کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

یہ بھی سامنے رکھنا کہ حضورؐ نے کبھی کسی کو رو در رو نہیں ٹوکا، مجمع عام میں نہیں ٹوکا، کسی کا نام لے کر احتساب نہیں کیا۔ لوگ خود آکر خامیوں کا اعتراف کرتے تو آپؐ کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ نہ کریں، معافی کی سبیل نکل آئے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کی تفسیر بھی حضورؐ کی زندگی میں جلوہ انگیز نظر آتی ہے۔

تم جو کچھ لوگوں سے کرانا چاہتی ہو، اس طرح کراؤ کہ لوگ سمجھیں یہ ہمارا فیصلہ ہے، ہماری سوچ ہے۔ یہ بہتر ہے، اس کے مقابلے میں کہ لوگ سمجھیں کہ یہ بات ہم پر مسلط (impose) کی گئی ہے۔ خود اپنے کو بھی لوگوں پر مسلط نہ کرو، پھر لوگ زیادہ محبت سے تمھیں اپنے سروں پر بٹھائیں گے لیکن جہاں حکم دینے کی ضرورت ہو، وہاں گومگو کا عالم نہ ہونا چاہیے۔

تنظیم میں جتنا ابلاغ (communication) ہو گا اور اس لحاظ سے جتنی کشادہ روی (openness) ہو گی، اتنی ہی تنظیم مضبوط ہو گی۔ کھلے کھلے ابلاغ، اظہار رائے اور اختلاف سے کمزوری نہیں پیدا ہوتی، اگر ان کے صحیح آداب کی تعلیم ہو۔ دہانے، دروازے بند کرنے اور ربط کے راستے بند کرنے سے، تنظیم کمزور ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تم کو خوش رکھے، اپنی رضا اور جنت سے سرفراز کرے، اپنا زیادہ سے زیادہ کام لے، تمھارے بچوں کو مومن و مجاہد بنائے اور ایسا گھر بنانے کی توفیق دے جہاں قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا کی روح کارفرما ہو۔" (خرم مراد)

اخلاقی اوصاف اور سیاست

کافی عرصے سے یہ سوال ذہن میں کھٹک رہا تھا، پوچھنے کی کوشش کر رہا ہوں بلکہ یوں کہیے نصیحت چاہوں گا: